شعب ابی طالب سے متعلق "صحیحین" کی کلیدی روایات کا تجزیہ

Analysis of Key Narrations of Ṣaḥiḥain Regarding Valley of Abū Ṭālib

Aijaz Bashir
Doctoral Candidate, Department of Islamic Learning, University of Karachi
Email: at_786@hotmail.com

Dr Muhammad Atif Aslam Rao
Assistant Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi
Email: dratifrao@uok.edu.pk

Abstract
The Makkan era witnessed significant events such as the sufferings faced by the Holy Prophet (peace be upon him) after Prophethood, migration to Abyssinia, the boycott, and subsequent migration to Medina. The incident of the Valley of Abū Ṭālib, a three-year social boycott of Banū Hāshim, is particularly significant in Islamic history. However, the exploration of the respective authentic resources has been overlooked to bring out more comprehensive information about the incident. This research paper addresses the lack of extensive exploration and historical details regarding the Valley of Abū Ṭālib in Makkah. It is mainly aimed at exploring key narrations from reliable sources, including Ṣaḥiḥ Bukhārī and Ṣaḥiḥ Muslim, directly related to the incident of the Valley of Abū Ṭālib to establish scholarly authenticity and a clearer understanding of the event. The researcher worked profoundly to analyze transmission chain reliability, ensuring that the incident was transmitted through robust methods. The paper solely focuses on narrations from Ḥadith collections directly related to the incident, excluding unrelated sources and incidental mentions. By shedding light on the Valley of Abū Ṭālib, the Incident within it and its historical significance during the Makkan era, this research paper contributes to a more comprehensive understanding of this crucial period in history. It utilizes reliable narrations and analyzes transmission chains to overcome the scarcity of information and historical challenges.

Keywords: Abū Ṭālib, Social Boycott of Banū Hāshim, Historical Significance, Makkan Era, Banū Hāshim

تعارف مقالہ

سیرت کے مباحث میں عہد مکی کا حصّہ علمی لحاظ سے مشکل ہے، کیونکہ اُس دور کی متعدد جہات کے بارے میں معتدبہ صحیح روایات میسر نہیں، نیز اعلانِ نبوت کے بعد ابتلاء وآزمائش کے مراحل، تکالیف، ہجرت حبشہ، مقاطعہ اور پھر ہجرت مدینہ جیسے اہم عوامل کی وجہ سے بھی شاہدوں کی موجودگی عہد مدنی کی نسبت خاصی کم رہی، تو بایں صورت عددی قلت روایات پر مؤثر رہی، نیز عہد مکی کے وقائع کے اہم مشاہدین دور نبوی / خلافت راشدہ میں وفات

پا گئے، اور اُن سے قلیل مقدار میں ہی سابق عہد کی روایات معلوم ہو سکیں، اس لیے بھی یہ دورانیہ روایتی تفاصیل کے تناظر میں اُجاگر نہ ہو سکا، الغرض ایسی ہی متعدد وُجوہات کے سبب عہد مکی مفصلاً محدود اہل علم کے یہاں معلوم ہوتا ہے کہ علمی سرمایہ کی قلت نے اُس زمانے کی تفاصیل کو مرتب کرنے میں دشواری حائل کی، اور بایں وجہ اس منتشر سرمایہ کو تلاش کر کے کسی علمی نظم و نسق میں سمیٹنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

عہد مکی کے آخری دور میں کفارمکہ کی جانب سے بنی ہاشم کا مقاطعہ؛ جسے واقعہ شعب ابی طالب کے عنوان سے بھی ذکر کیا گیا، یہ عہد مکی کے تشنہ ترین موضوعات میں سرفہرست ہے، اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اب تک کے معلوم مطالعہ کی روشنی میں متقدمین علمائے سیر سے خاص اس عنوان پر مفصل کتاب تو کجا، ایک متوسط، بلکہ مختصر رسالہ تک میسر نہیں، حالانکہ انھوں نے سیرت کے سینکڑوں موضوعات پر گراں قدر خدمات پیش کیں، اور متعدد جہات کو واضح فرمایا، تاہم شعب ابی طالب کا تین سالہ وسیع دورانیہ اپنی دردناک اوراہم ترین تاریخ کے باوجود کسی امام و محدث کے روئے سخن کو مستقل تفصیلات کے لیے متوجہ نہ کرسکا، چنانچہ زمانی وسعت کے باوجود بھی اس پر خاطر خواہ معلومات یکجا میسر نہیں، اسی لیے صحیفہ مقاطعہ یعنی واقعہ شعب ابی طالب کی ایک جُزوی جہت کے علاوہ اس کی بقیہ تاریخ و تفصیل ناصرف تشنہ و نامکمل ہے، چنانچہ یہ مقالہ انہی مشکلات کے ایک کلیدی پہلو کو حل کرنے کی کوشش ہے۔

اہداف مقالہ

1۔ مقالہ میں بنیادی طورپرکتب حدیث، اوربالخصوص "صحیحین" کی اُن کلیدی روایات کو زیربحث لایاجائے گا؛ جنھیں محدثین نے عہد مکی میں شعب ابی طالب کے واقعہ پر اصل وکلیدی دلالت کرنے کے حوالہ سے شمار کیا، تاکہ روایتی سرمایہ میں موجود اس طویل المدت واقعہ کے مبادیات واَساسیات کی علمی واستنادی کیفیت متحقق ہو سکے۔

2۔ طبقہ صحابہ، تابعین اوراتباع تابعین میں شعب ابی طالب کی اَساسی روایات کاوُجود، نیز مختلف طبقات میں اس کے سندی فروغ کی کیفیات کو اُجاگر کرنا، تاکہ یہ بات متحقق ہو جائے کہ شعب ابی طالب کا واقعہ اپنے وُقوع سے لے کر دفاتر اَحادیث کے مدوّنین تک مضبوط طریقے سے منتقل ہوا، لہٰذا اُسے کسی ایک فرد کے بیانیہ سے منسوب کرنا دُرست نہیں۔

3۔ دوران تحقیق "صحیحین" سمیت کتب حدیث کی روایات زیر بحث ہوں گی، مصادر سیرت کی بیشتر روایات، مثلاً: مراسیل عُروہ، زُہری، ابن عُقبہ، ابن قتادہ سے تعرض نہیں کیاجائے گا کہ بنیادی طور پر اُن میں واقعہ کی

جُزوی تفصیل اور صحیفہ مقاطعہ کے مباحث بیان ہوئے، جو اس مقالہ سے براہ راست تعلق نہیں رکھتے، نیز کتب حدیث کی ایسی روایات؛ جن میں شعب کا بیان ضمناً موجود ہو، انھیں بھی شامل نہیں کیا گیا، کہ ایسے اُمور ہماری مستقل تحقیق کے دوران متفرق ابواب میں زیر بحث ہوں گے۔

سابق علمی کاموں کا جائزہ

اس مقالہ میں شعب ابی طالب کے بارے میں کتب حدیث کی روایات کو تحقیق و تجزیہ کے لیے منتخب کیا گیا، چنانچہ خاص اس بارے میں راقم کو ہنوز کسی کتاب / مضمون پر اطلاع نہیں ہو سکی، البتہ صحیفہ مقاطعہ سے متعلق روایات کو محققین نے موضوع سخن بنایا؛ جن میں واقعہ پر دلالت کرنے والی کلیدی روایات کے بجائے صحیفہ مقاطعہ اور اُس کے مندرجات زیر بحث رہے، الغرض خاص ہمارے پہلو سے اس پر تادم تحریر کوئی مستقل و تحقیقی کام میسّر نہ آسکا، چنانچہ اس تناظر میں پیش کردہ مقالہ اوّلین کاوش ہوگا، تاہم صحیفہ مقاطعہ سے متعلق چند اہم مقالات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- محسن مِشكل فهد الدكتور، **مقاطعة قريش لبني هاشم في شعب أبي طالب وصحيفتها**.مجلة دراسات تاريخية، الناشر: جامعة البصرة العراق، السنة ٢٠١٦ء، العدد ٢١، الصفحة ١٢٤-٩٣.
- علي مصطفى الدكتور، **خبر صحيفة مقاطعة قريش بني هاشم: تحليل ونقد**. كلية الإلهيات، جامعة حران التركيا، السنة ٢٠١٢ء، العدد ٢٨، الصفحة ١٤٩-١٣٩.
- سعادة، علاء الدين، **المقاطعة القرشية لبني هاشم و بني عبد المطلب في شعب أبي طالب: دراسة نقدية تحليلية في المصادر التاريخية**. مجلة المنارة للبحوث والدراسات الأردن، الناشر: جامعة آل البيت عمادة البحث العلمي، السنة ٢٠١٤ء، المجلد الأول، العدد ٤، الصفحة ٤٠-٠٩.
- ***Investigating the Reasons for Imposing the First Sanction in History and the Factors contributing to its Failure***. By Bahman Zeinali, Neda Khodadadi. Published: IOSR Journal of Humanities and Social Science (IOSR-JHSS), Volume 22, Issue 6, Ver. 4 (June. 2017) PP 49-57.

منہج تحقیق

صحاحِ ستّہ سمیت معروف متون، مسانید، سنن، معاجم، نیز اَجزائے حدیث پر مشتمل متقدمین کی کتب سے شعب ابی طالب کے بارے میں میسّر آنے والی روایات کی تفاصیل کو علمی نظم ونسق کی صورت واضح کیا جائے گا، نیز رُواۃ کی علمی حیثیت کو بالخصوص امام ذہبی اور حافظ عسقلانی جیسے اَساطین کی بیان کردہ جرح وتعدیل کی روشنی میں متعین کیا جائے گا، البتہ تحکیم وتفصیل کے دوران دیگر ائمہ کی آراء بھی ملحوظ ہوں گی، تاہم مختصر اور سابق ائمہ کی تحقیقات کا خلاصہ ہونے کی وجہ سے انہی دونوں سے حوالہ جات نقل ہوں گے، نیز جہاں اُن دو ائمہ کے بیانات

میں تشنگی محسوس ہوئی، تو ایسی صورت میں دیگر کی جانب مراجعت ہوگی، البتہ مکمل سندی بحث الگ سے مرتب کیے جانے کے بعد اُس کا نتیجہ، مثلاً: صحیح / ضعیف وغیرہ حوالہ کے مقام پر کتاب کے ہمراہ درج کر دیا جائے گا، تمام بحث طوالت کے سبب ذکر نہیں ہوگی۔ اسی طرح مَرویات کی مراجعت اور وُجود کی نشاندہی کے لیے حوالہ جات میں کتاب و مصنّف کے ضروری کوائف علمی انداز سے سپردِ قرطاس ہوں گے، کیونکہ تمام مَرویات کے متون اور ان کے طُرق کو عبارات کی صورت بیان کرنے میں غیر مفید طوالت ہوگی، اسی لیے مراجع پر اکتفاء ہوگا۔

شعب ابی طالب کے بارے میں کلیدی روایت کا موقف

سیرت نگاروں کے یہاں مواد کے معیارات قدرے مختلف ہیں، کیونکہ انھیں بوُجوہ مَراسیل، بلکہ ضعاف کی جانب بھی رجوع کرنا پڑتا ہے، البتہ محدثین کے یہاں سیرت نگاروں کے برعکس سخت شرائط کے ساتھ قبول وردّ کے معیارات مقرر کیے گئے، چنانچہ اُن کے نزدیک جب کسی معاملہ کی اصل مضبوط طریقے سے متحقق ہو، تب جُزوی تفصیل میں قدرے کمزور روایات کو بھی اُسی کے ضمن میں قبول کیا جاتا ہے، بصورت دیگر اُن کے قوانین معاملے کی شرعی حیثیت متعین کرنے کے بعد قبول وردّ کا فیصلہ کرتے ہیں، البتہ احکام کے علاوہ مثلاً: تاریخی وقائع میں ایسی روایات بالعموم ثانوی درجہ میں شمار ہوتی ہیں، جو وضاحتی بیانیہ اور معروضی تفصیلات تو پیش کر سکتی ہیں، تاہم کسی معاملہ کے ثبوت پر حجّت نہیں ہوتیں، چنانچہ عہد مکی میں واقعہ شعب پر یہ دونوں اُمور نافذ العمل نظر آتے ہیں، کہ محدثین کے یہاں اس کی اصل سندی و تحقیقی لوازمات کے ساتھ متحقق، جبکہ دوسری جانب سیرت نگار بالعموم مَراسیل وضعاف سے اس کی تفصیل مرتب کرکے واقعہ کا منظرنامہ پیش کرتے ہیں۔ پیش کردہ مقالہ میں چونکہ محدثین کے پہلو سے بحث مطلوب، اس لیے دیکھنا ہے کہ وہ واقعہ شعب کے بارے میں کس روایت کو کلیدی درجہ دیتے ہیں؟ چنانچہ محدثین کے نزدیک عہد مکی میں واقعہ شعب پر دلالت کرنے والی کلیدی روایت "صحیحین" میں ذکر ہوئی، اور اس موقف کو متاخر محدث حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی: 852ھ) نے بایں کلمات ذکر کیا ہے:

ولما لم يثبت عند البخاري شـــيء من هذه القصـــة، اكتفى بإيراد حديث أبي هريرة؛ لأنّ فيه دلالة على أصل القصة؛ لأنّ الذي أورده أهل المغازي من ذلك كالشرح لقوله في الحديث: تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ.(1)

حافظ عسقلانی کی عبارت کا تجزیہ

انھوں نے اس عبارت میں امام بخاری کے نزدیک صرف حدیث ابوہریرہ کو کلیدی روایت شمار کیا، تاہم ہمارے نزدیک اس معاملے کے فہم میں تفصیل کی ضرورت ہے، کیونکہ عسقلانی نے اس مقام پر صرف حدیث ابوہریرہ کی صراحت کی، جبکہ اس بارے میں حدیث اُسامہ بن زید بھی معروف؛ جس کی وضاحت آرہی ہے، چنانچہ

شعب ابی طالب کے بارے میں دونوں صحابہ سے مجرّد اور مشترک طریقوں سے روایات ملتی ہیں، اُن میں حضرت ابوہریرہ کی مَرویات میں "تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ" جبکہ حضرت اُسامہ کی مَرویات میں "وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ" کے کلمات بیان ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے اختصار کے وقت انھیں امتیاز دیا جاتا ہے، الغرض اسی بنیاد پر شعب کی اَساسی روایات کو صحیحین کے تناظر میں ذکر کیا جاتا ہے، لیکن عسقلانی نے دونوں صحابہ کی مَرویات کے بجائے فقط حضرت ابوہریرہ کی روایت کو اصل قرار دیا، تو اس کے پس منظر میں یہ وجہ عیاں ہوتی ہے کہ دَر حقیقت حدیث ابوہریرہ کا تعلق براہ راست نفس واقعہ کے ثبوت سے ہے، کیونکہ اسی میں کفارِ مکہ کی جانب سے قسمیں اُٹھائے جانے یعنی: مقاطعہ کا بیان ہے، جبکہ حدیث اُسامہ کا تعلق واقعہ شعب کی جُزوی تفصیل سے ہے، براہ راست شعب کے واقعہ کا اُس میں ذکر نہیں، اسی لیے حدیث اُسامہ کو نفس واقعہ یعنی: مقاطعہ کی جُزوی وضاحت اور نتیجہ سے متعلق کر کے بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے متن میں براہ راست واقعہ پر دلالت کرنے والے اُمور موجود نہیں، بایں صورت حدیث ابوہریرہ شعب کے واقعہ پر دلالت کرنے کے لیے اصل، جبکہ حدیث اُسامہ واقعہ پر ثانوی دلالت کرنے کے سبب فرع کی حیثیت رکھتی ہے، لہٰذا عین ممکن ہے کہ عسقلانی نے اسی تناظر میں امتیاز کرتے ہوئے صرف حضرت ابوہریرہ کی روایت پر اکتفاء کیا ہو۔ نیز اس بات کا بھی امکان موجود ہے کہ حدیث ابوہریرہ میں اصل واقعہ پر دلالت کرنے والی عبارت "تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ" کا مضمون جس طرح اس روایت میں ہے، تو اسی طرح حدیث اُسامہ میں بھی "حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ" بیان ہوا ہے (2)، اگرچہ محدثین کے نزدیک یہ ایک ہی سند میں راویوں کے سبب دو الگ احادیث کے متن یکجا کیے جانے کا معاملہ ہے؛ جسے مدرج / وَہم قرار دیا، پس ایسی صورت میں حدیث ابوہریرہ کا مضمون حدیث اُسامہ کے ساتھ مشترکہ طور پر ذکر کر دیا گیا، تاہم یہ دونوں صحابہ کی الگ الگ مَرویات شمار ہوتی ہیں، اگر یہی وجہ مان لی جائے، تو پھر حافظ عسقلانی کی عبارت اپنی جگہ دُرست ہو گی، کہ ایسی صورت میں اصل "حدیث ابوہریرہ" ہو گی، لیکن ہمارے نزدیک اس پر غور کی ضرورت ہے، کیونکہ جب یہ بات قریباً متحقق ہو چکی، کہ شعب سے متعلق کتب اَحادیث کی زیر بحث روایات مختلف اوقات مثلاً: فتح مکہ، غزوہ حنین اور حجۃ الوداع میں مکرر ہوئیں، یعنی تعددِ واقعہ، تو ایسی صورت میں اس امکان کو بھی قطعاً ردّ نہیں کیا جا سکتا، کہ حدیث اُسامہ میں اصل واقعہ پر دلالت کرنے والا مضمون یعنی: "حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ" حضرت ابوہریرہ کی روایت کی مثل مکرر ہوا ہو، چنانچہ حضرت ابوہریرہ نے اپنے واقعہ کے مضمون کو الگ بیان فرمایا، نیز حضرت اُسامہ اور دیگر صحابہ؛ جنھوں نے یہ روایت بیان کی، انھوں نے اپنے سماعت کیے جانے کی بنیاد پر الگ مضمون بیان فرمایا، ایسی صورت میں جس طرح حدیث ابوہریرہ اصل شمار ہوتی ہے، اُسی طرح حدیث اُسامہ" بلکہ دیگر صحابہ کی ایسی روایات بھی اپنے علمی حکم

: صحیح / ضعیف کے ساتھ اصل قرار پائیں گی، اور بایں طور اُن پر مدرج ہونے کا حکم بھی اکثر طُرق پر باقی نہیں رہے گا، فتدبر۔

اور یہ تاویل اگرچہ ہنوز کسی اور کے یہاں معلوم نہ ہو سکی، تاہم شواہد و قرائن اس کی تائید پر مکمل دلالت کرتے ہیں، کیونکہ اگر حدیث اُسامہ میں حدیث ابوہریرہ کی شمولیت کو راویوں کا تصرف اور وہم مان بھی لیا جائے، تو اس کے علاوہ حضرت ابن عباس کی صحیح السند اور حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابورافع مولی النبی ﷺ سے منقول دو ضعیف الاسناد روایات پر کیا حکم جاری کیا جائے؟ حالانکہ اُن میں سے کسی کے بھی راوی اوّل الذکر دونوں صحابہ کی مَرویات سے مطابقت نہیں رکھتے (3)، کیونکہ مؤخر الذکر تینوں صحابہ سے مروی طُرق میں سے کسی کا بھی مدار بالخصوص ابن شہاب زُہری، یا پھر اُن کے تلامذہ: اَوزاعی اور معمر بن راشد پر نہیں؛ جنھیں وہم اور مدرج کے حوالہ سے ذکر کیا جاتا ہے، لہٰذا اس تناظر میں کم اَز کم ضعیف الاسناد دو صحابہ کی مَرویات سے بھی قطع نظر صحیح السند حدیث ابن عباس تو بذات خود مضبوط دلیل ہے کہ جس طرح محدثین نے فتح مکہ / حنین اور حجۃ الوداع پر اس واقعہ کا تعدّد تسلیم کیا، اُسی طرح کلمات شریفہ کے مضمون میں یکسانیت اور تعدّد تسلیم کیے جانے میں بھلا کیا دشواری لاحق ہو سکتی ہے فافہم۔ ہمارے نزدیک عسقلانی سمیت محدثین کے بیانات کو وسیع تناظر میں سمجھنے اور اختلاف کو حل کرنے کے لیے ایک رائے ہے، البتہ ذیل میں ہم محدثین کے بیان کردہ موقف کی روشنی میں مزید جائزہ پیش کریں گے۔

شعب ابی طالب کی کلیدی روایات اور اُن کی علمی تقسیم

واقعہ شعب سے متعلق "صحیحین" نیز دیگر کتب حدیث کی روایات کو سمجھنے اور اُن کی علمی تفصیل سے بآسانی آگاہ ہونے کے لیے انھیں چار اقسام میں منحصر کیا جا سکتا ہے، جو درج ذیل ہیں:

(اول) حدیث ابوہریرہ (مجرّد): مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللهُ، إِذَا فَتَحَ اللهُ الخَيْفُ، حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ.(4)

(دوم) حدیث اُسامہ بن زید (مجرّد):

يَا رَسُولَ اللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ فَقَالَ: وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ، أَوْ دُورٍ. وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا شَيْئًا؛ لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ، فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ.(5)

(سوم) سند واحد میں دو مختلف الاسناد اَحادیث کا بیان: میسر آنے والی روایات اور اُن کے متون کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے مزید تین ذیلی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1۔ دو احادیث یعنی: "وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا "اور" نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ" کا اشتراک:

يَا رَسُولَ اللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ؟ قَالَ: **وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا**. ثُمَّ قَالَ: **نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ الْمُحَصَّبِ، حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ**. وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ: أَنْ لَا يُبَايِعُوهُمْ، وَلَا يُؤْوُوهُمْ.(6)

2۔ دو احادیث یعنی: "وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا "اور" لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ " کا اشتراک:

يَا رَسُولَ اللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ**. ثُمَّ قَالَ: **لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ، وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ**. قيل للزهري: وَمَنْ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ؟ قال: وَرِثَهُ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ. قال معمر، عن الزهري: أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ، ولم يقل يونس: حَجَّتِهِ، وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ.(7)

3۔ دو احادیث یعنی: "حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ "اور" إِذَا هَلَكَ كِسْرَى، فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ " کا اشتراک:

مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللهُ إِذَا فَتَحَ اللهُ الْخَيْفُ، حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ. وَقَالَ: **إِذَا هَلَكَ كِسْرَى، فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ، فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ: لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ**.(8)۔

(چہارم) سند واحد میں تین مختلف الاسناد احادیث کا بیان:

يَا رَسُولَ اللهِ، أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ؟ قَالَ: وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا. ثُمَّ قَالَ: **نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ**. يعني: المحصَّب. **حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ**. وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ: أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ، وَلَا يُبَايِعُوهُمْ، وَلَا يُؤْوُوهُمْ، **ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذَلِكَ: لَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ، وَلَا الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ**.(9)۔

مذکورہ اقسام کا تنقیدی تجزیہ و مطالعہ

اوّل: حدیث ابوہریرہ (مجرّد)

اس باب میں علمی لحاظ سے مضبوط روایت فقط حضرت ابوہریرہ کے طریق سے ہی میسّر ہے اور اسے اُن کے دو تلامذہ عبد الرحمن بن ہُرمز المعروف اَعرج (متوفی 117ھ)، اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن زُہری (متوفی 94ھ/104ھ) نے روایت کیا ہے اور اُن ثقہ تلامذہ کے طُرق سے یہ روایت فروغ پاتے ہوئے اکابر محدثین کے یہاں پہنچی، جن کے حوالہ جات کی تفصیل حواشی میں درج ہو گی، چنانچہ ذیل میں ترتیب وار دونوں پر کلام پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ عبد الرحمن اَعرج سے یہ روایت صرف اُن کے تلمیذ ابو الزناد عبد اللہ بن ذکوان (متوفی 130ھ قریباً) کے یہاں معلوم ہو سکی، اور بایں صورت یہ روایت پانچ صحیح الاسناد طُرق سے مختلف کتب میں درج ہوئی (10)، جسے اُن کے درج ذیل تین تلامذہ نے روایت کیا، ان میں صرف شعیب بن ابی حمزہ ایسے راوی ہیں؛ جن سے حدیث

ابوہریرہ کے دونوں طُرق یعنی: طریق اَعرج اور طریق ابو سلمہ روایت ہوئے، نیز دونوں ہی طُرق کو امام بخاری نے "صحیح" میں درج کیا، تو اسی وجہ سے ان کا طریق بقیہ کی نسبت زیادہ مؤکد معلوم ہوتا ہے، چنانچہ ابوالزناد کے تلامذہ اور اُن کے استنادی مقام کی مختصر وضاحت یوں ہے:

- شعيب بن أبي حمزة الأموي، أبو بِشْر الحِمْصِيُّ (المتوفى: 162ھ/163ھ)

ثقةٌ عابدٌ، من السابعة. (التقريب: 2813)

- وَرْقَاء بن عُمر اليَشْكُرِي، أبو بِشْر الكوفي (المتوفى: 160ھ-170ھ)

صدوقٌ، من السابعة. (التقريب: 6046)

- محمد بن عبد الله بن عَمرو بن عثمان بن عفّان الأموي المدني الشهير بالدِّيْبَاج (المتوفى: 145ھ)

صدوقٌ، من السابعة. (التقريب: 6075)

شعیب سے صحیح بخاری، وَرقاء بن عمر سے صحیح مسلم، مسند احمد اور حدیث السراج، جبکہ محمد الدیباج سے صرف مسند ابی یعلیٰ میں روایت میسر آسکی، اور اُن میں سے صرف امام ابوالعباس سراج، (متوفی 313ھ) کے یہاں ایک اضافی روایت: إِذَا هَلَكَ كِسْرَى، فَلا كِسْرَى بَعْدَهُ ..إلخ. اسی سند کے ساتھ شامل ہوئی؛ جو گزشتہ قسم سوم کی تیسری ذیلی قسم سے بھی تعلق رکھتی ہے، جبکہ امام احمد بن علی، المعروف ابویعلیٰ موصلی، (متوفی 307ھ) کے یہاں دیباج کے طریق میں عِنْدَ الخَيْفِ، مَسْجِدِ بَنِي كِنَانَةَ کے کلمات میں تصحیف، یا پھر املاء و کتابت کی لغزش ہوئی۔

2۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے اس روایت کو امام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ المعروف ابن شہاب زُہری (124ھ، تقریباً) نے نقل کیا، کیونکہ اس روایت کو بیان کرنے میں جناب ابوسلمہ کے کسی اور تلمیذ کا وُجود معلوم نہیں ہو سکا، اس لیے طریق ہذا کا مدار ابن شہاب زُہری پر ہے اور زُہری اپنے مقام و مرتبہ میں کسی تعارف کے محتاج نہیں، حتیٰ کہ ان کی جلالت علمی کے بارے میں عسقلانی نے مُتَّفَقٌ عَلَى جَلَالَتِهِ وَإِتْقَانِهِ وَثَبْتِهِ سے خراج عقیدت پیش کیا ہے، الغرض زیر بحث روایت کو زُہری سے اُن کے سات 7 تلامذہ نے روایت کیا، جن کے طُرق کی تفصیل حاشیہ میں بیان کر دی گئی ہے، (11)۔

زُہری سے طریق ابوسلمہ روایت کرنے والے تلامذہ اور اُن کی استنادی حیثیت

البتہ ضروری ہے کہ اُن تلامذہ کا اجمالی تعارف پیش کیا جائے، تاکہ روایت کی استنادی حیثیت و تحقیق اُجاگر ہو سکے، اس کے لیے ہم نے حافظ عسقلانی کی تقریب التہذیب سے انتخاب کیا ہے کہ مؤخر اور جامع ہونے کی وجہ سے وہی زیادہ مفید تھی، البتہ مجموعی طور پر اُن کے تراجم کے لیے امام ابن ابی حاتم (متوفی: 327ھ) کی الجرح والتعدیل، امام محمد بن حبان بستی (متوفی: 354ھ) کی الثقات، امام جمال الدین مزی (متوفی: 742ھ) کی تہذیب

الکمال، امام علاء الدین مغلطائی (متوفی:762ھ) کی اکمال تہذیب الکمال، امام شمس الدین ذہبی(متوفی:748ھ) کی سیر اعلام النبلاء، الکاشف، تاریخ الاسلام، جبکہ امام احمد ابن حجر عسقلانی(متوفی:852ھ) کی تہذیب التہذیب وغیرہ بھی پیش نظر رہیں، جن سے رجال کی تفصیل مرتب ہوئیں، تاہم انھیں طویل اور یہاں مفید نہ ہونے کے سبب بیان نہیں کیا گیا، البتہ اُس بحث سے حاصل ہونے والے حکم کو حواشی میں درج کر دیا گیا ہے، اور واضح رہے کہ حواشی میں تعارفی ترتیب کے مطابق ہی اُن تلامذہ کے طُرق کی تفاصیل بھی زیب قرطاس ہوئی ہیں۔

1. شعيب بن أبي حمزة الأموي، أبو بِشْر الحِمْصِيُّ (المتوفى: 162ھ/163ھ)

ثقةٌ عابدٌ، من السابعة. (التقريب: 2813)

2. إبراهيم بن سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف الزُّهْرِي، أبو إسحاق المدني (المتوفى: 185ھ)

ثقةٌ حُجَّةٌ، تُكلِّم فيه بلا قادح، من الثامنة. (التقريب: 179)

3. يونس بن يزيد بن أبي النِّجَاد الأَيْليُّ، أبو يزيد مولى آل أبي سفيان (المتوفى: 159ھ)

ثقةٌ، إلّا أنّ في روايته عن الزهري وهماً قليلًا، وفي غير الزهري خطأ. (التقريب: 7976)

4. النعمان بن راشد الجزري، أبو إسحاق الرَّقِّيُّ، مولى بني أمية (المتوفى: 130ھ–140ھ)

صدوقٌ، سيئ الحفظ، من السادسة. (التقريب: 7204)

5. عُقَيْل بن خالد بن عَقِيْل الأَيْليُّ، أبو خالد الأموي (المتوفى: 144ھ)

ثقةٌ ثبتٌ، من السادسة. (التقريب: 4699)

6. إبراهيم بن إسماعيل بن مُجَمِّع الأنصاري، أبو إسحاق المدني (المتوفى: ؟)

ضعيفٌ، من السابعة. (التقريب: 149)

7. عبد الرحمن بن عمرو، أبو عَمرو الأَوْزَاعِيُّ (المتوفى: 157ھ)

فقيهٌ، ثقةٌ جليلٌ، من السابعة. (التقريب: 3992)

مذکورہ سات 7 افراد کی میسر روایات سے عیاں ہوا کہ "طریق زُہری عن ابو سلمہ" کس طور پر زُہری کے تلامذہ سے منتقل ہوا، چنانچہ زیر بحث روایت میں؛ جس طرح زُہری کے بقیہ تلامذہ کی نسبت اَوزاعی سے منقول روایات میں اختلاف پیدا ہوتا ہے، اسی طرح خود اَوزاعی کے تلامذہ کے یہاں بھی یہی کیفیت نظر آتی ہے، چنانچہ اَوزاعی سے حضرت ابوہریرہ والی روایت کو اُن کے چھ معروف تلامذہ نے لیا ہے، پس حسب سابق اُن کا بھی اجمالی تعارف مع استنادی حیثیت پیش ہے:

1. الوليد بن مسلم، أبو العباس القُرشي الدِّمشقي (المتوفى: 194ھ/195ھ)

ثقةٌ، لكنّه كثير التدليس والتسوية، من الثامنة. (التقريب: 7506)

2. الوليد بن مزيد العُذْرِي، أبو العباس البَيْرُوتي (المتوفى: 183ھ/203ھ)

ثقةٌ ثبتٌ، من الثامنة. (التقريب: 7504)

3. عمر بن عبد الواحد بن قيس السُّلَمِي، أبو حفص الدِّمشقي (المتوفى: 200هـ تقريباً)

ثقةٌ، من التاسعة. (التقريب: 4977)

4. بِشْر بن بَكْر التِّنِّيسِيُّ، أبو عبد الله البَجَلي الدِّمشقي (المتوفى: 205هـ تقريباً)

ثقةٌ يُغرب، من التاسعة. (التقريب: 683)

5. محمد بن مُصْعَب بن صدقة، أبو عبد الله القَرْقَسائي (المتوفى: 208هـ)

صدوقٌ، كثير الغلط، من صغار التاسعة. (التقريب: 6342)

6. يحيى بن عبد الله بن الضَّحَّاك البَابْلُتِّي، أبو سعيد الحرَّاني (المتوفى: 218هـ)

البابلتي أبو سعيد الحراني، ابن امرأة الأوزاعي، ضعيفٌ، من التاسعة. (التقريب: 7635). وقال الخليلي في الإرشاد: شيخٌ مشهورٌ، أكثر عن الأوزاعي، وطعنوا في سماعه منه، منهم من يحسن القول فيه، ومنهم من يضعفه (إكمال للمغلطاي، 338/12).

دوم: **حدیث اُسامہ بن زید** (مجرّد)

حدیث ابوہریرہ کے بعد صحیحین کی یہی روایت واقعہ شعب کی تفصیل فراہم کرتی ہے؛ جسے محدثین واہل سیر نے اس حوالہ سے متعین کیا، نیز اسی روایت کے معاملہ میں مدرج اور وہم کے بیانات ذکر ہوئے ہیں، کیونکہ زُہری کے تلامذہ میں اسے بیان کرنے والوں کے یہاں روایت کی کیفیت مختلف انداز سے نقل ہوتی رہیں، لہٰذا اسے سمجھنے کے لیے مقالہ میں روایتی تفاصیل کو بغرض تفہیم مختلف اقسام میں متفرق کیا گیا، تاکہ صورت حال سے کماحقہ آگہی حاصل ہو، الغرض مجموعی طور پر اسے زُہری کے درج ذیل آٹھ 8 تلامذہ نے روایت کیا ہے اور ان میں صرف یونس بن یزید اور ابو عمرو اَوزاعی ایسے تلامذہ ہیں؛ جنھوں نے حدیث اُسامہ کے ساتھ حدیث ابوہریرہ بھی زُہری سے ہی روایت کی، جس کا تذکرہ ما قبل ہوا، وہاں مراجعت کریں۔

1. يونس بن يزيد بن أبي النجاد الأَيْلِيُّ، أبو يزيد مولى آل أبي سفيان (المتوفى: 159هـ)

ثقةٌ، إلّا أنّ في روايته عن الزهري وهماً قليلًا، وفي غير الزهري خطأ. (التقريب: 7976)

2. مَعْمَر بن راشد الأَزْدِيُّ، أبو عُروة البصري (المتوفى: 154هـ)

ثقةٌ ثبتٌ فاضلٌ، من كبار السابعة. (التقريب: 6857)

3. محمد بن أبي حفصة مَيْسَرة، أبو سلمة البصري (المتوفى: 150هـ تقريباً)

صدوقٌ يخطئ، من السابعة. (تقريب التهذيب، الرقم 5863)

4. زَمْعَة بن صالح الجندي، أبو وهب المكي اليماني (المتوفى150هـ-160هـ)

ضعيفٌ، وحديثه عند مسلم مقرون، من السادسة. (تقريب التهذيب، الرقم 2046)

5. معاوية بن صالح بن حُدَيْر الحَضْرَمِيُّ الحِمْصِيُّ ، قاضي الأَنْدَلُس (المتوفى: 158هـ)

صدوقٌ، له أوهامٌ، من السابعة. (تقريب التهذيب، الرقم 6810)

6. عبد الرحمن بن عمرو، أبو عمرو الأَوْزَاعِيُّ (المتوفى: 157هـ)

فقيهٌ، ثقةٌ جليلٌ، من السابعة. (التقريب: 3992)

7. سفيان بن حسين الواسطي السُّلَمي الشهير بالمُعَلِّم (مات بالرَّي مع المهدي أو في أول خلافة الرشيد) ثقةٌ في غير الزهري باتفاقهم، من السابعة. (التقريب: 2450)

8. صالح بن كيسان المدني المُؤَدِّب (المتوفى: 130هـ–140هـ)

ثقةٌ ثبتٌ فقيهٌ، من الرابعة. (التقريب: 2900)

ذیل کے حاشیہ میں وہ تمام مقامات بحوالہ درج کر دیے گئے ہیں؛ جہاں اُن تلامذہ سے روایت کے متن کو مجرّد بیان کیا گیا(12)۔ نیز وہاں ہر تلمیذ کو اوّلاً ذکر کیا گیا، اس کے بعد کتب کا حوالہ اور صحیحین کے ماسواء ہونے کی صورت میں تحکیم بھی مختصراً بیان کر دی گئی، تاکہ مقام روایت اور اسنادی حکم پیش نظر رہے، جبکہ انہی تلامذہ سے مَروی دواور تین اَحادیث کے ایک سند میں یکجا کیے جانے والے مقامات کی تفصیل ذیلی اقسام کے عناوین میں الگ سے بیان ہو گی۔ واضح رہے کہ یہاں سفیان بن حسین اور صالح بن کیسان کا بھی ذکر ہے، نیز اُنھیں قسم سوم کے رقم دو میں مکرر بھی لکھا گیا، تو وجہ یہ ہے کہ بنیادی طور پر اُن سے حدیث اُسامہ مجرّد نہیں، بلکہ مشترک متن کی صورت میں ہی معلوم ہو سکی، اس لیے اگرچہ قسم دوم میں اُن کا ذکر موزوں نہیں، تاہم یہاں درج کرنے کی وجہ یہ ہے کہ زُہری کے تلمیذ ہونے کی حیثیت سے حدیث اُسامہ ان سے بھی مروی تھی، اس لیے قسم دوم میں ذکر ہوئے، جبکہ کتب حدیث میں اُن سے صرف معجم کبیر کے ایک مقام پر مشترکہ متن کی روایت میسر آسکی، اس کے ماسواء دونوں کے طریق سے حدیث اُسامہ کی روایت کا کوئی اور مقام معلوم نہ ہو سکا، تو بایں وجہ ذیلی قسم میں دوبارہ ذکر ہوا، فافہم۔

(سوم) سند واحد میں دو مختلف الاسناد اَحادیث کا بیان:

اس قسم میں حدیث اُسامہ بن زید کے اُن مقامات کو بیان کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، جہاں اُن کے مختلف تلامذہ سے منقول طُرق میں دو مختلف الاسناد اَحادیث کو یکجا طور پر ایک ہی سند کے ساتھ ذکر کر دیا گیا، نیز اس ذیلی تقسیم میں تیسرے نمبر پر حدیث ابو ہریرہ کا ایک ایسا طریق بھی معلوم ہوا؛ جس میں راوی نے تمام سے مختلف مضمون کی حدیث کو وہم یا کسی اور سبب سے خیف بنی کنانہ والی روایت کے ساتھ ایک ہی سند میں یکجا کر دیا گیا، بایں طور ہم نے اُسے بھی یہاں ذکر کر دیا، تاکہ حدیث اُسامہ کے ساتھ اُس پر بھی توجہ رہ سکے، اَب ذیلی اقسام کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں:

1۔ دواَحادیث یعنی:"وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا "اور" نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ " کا اشتراک:

اس طور پر بیشتر روایات صرف معمر بن راشد کے طریق سے میسّر ہیں، جبکہ ابو عمرو اَوزاعی کا صرف ایک طریق معلوم ہو سکا، جس میں دونوں اَحادیث کو اس طور پر یکجا کیا گیا ہے،(13)۔

2۔ دو احادیث یعنی: "وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا "اور"لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ "کا اشتراک:

اسے درج ذیل مقامات پر بیان کیا گیا ہے (14)، نیز اس میں بیان کردہ "لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ" والی حدیث کے لیے صرف انہی روایات کو منتخب کیا گیا؛ جہاں اُسے نبی ﷺ کے فرمان کی حیثیت سے شعب والی حدیث اُسامہ کے ساتھ یکجا طور پر بیان کیا گیا تھا، البتہ صحیحین میں ہی اسے حدیث اُسامہ کے ہمراہ حضرت عمر فاروق کے فرمان کی صورت بھی بیان کیا گیا، تاہم وہ ہمارا مقصود نہیں، اور نہ اس معاملہ میں اختلاف، اور واضح ہو کہ "لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ" کی صحیح الاسناد مرفوع روایت حضرت اُسامہ و دیگر صحابہ سے بھی کتب میں مجرّد طور پر بیان ہوئی، لیکن یہاں معاملہ اس کے مرفوع و موقوف ہونے / نہ ہونے کا نہیں، بلکہ شعب سے متعلق حدیث اُسامہ میں ایک ہی سند کے ساتھ اسے بطور فرمان نبوی ذکر کیے جانے کا ہے ،بایں طور کہ یہ روایت شعب کے پس منظر میں "حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ" کے ساتھ ارشاد فرمائی گئی، چنانچہ اسی تناظر میں حوالہ جات مرتب کیے گئے، فتدبر۔

3۔ دو احادیث یعنی: "حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ "اور"إِذَا هَلَكَ كِسْرَى، فَلا كِسْرَى بَعْدَهُ "کا اشتراک:

یہ معاملہ صرف امام ابو العباس سرّاج (متوفی: 313ھ) کی ایک روایت میں واقع ہوا، اس کا حوالہ ما قبل تقسیم کے عنوان کے ضمن میں موجود ہے، البتہ واضح رہے کہ سندی لحاظ سے سرّاج کی بیان کردہ روایت إسناده صحيحٌ، ورجاله ثقاتٌ من رجال الشيخين کی صورت معتمد، نیز یہی روایت امام بخاری سمیت متعدد محدثین نے الگ سے بھی ذکر فرمائی، بلکہ بخاری نے اسے حدثنا أبو اليمان، أخبرنا شعيب، حدثنا أبو الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة کے طریق سے کتاب فرض الخمس میں، جبکہ امام سراج نے اسے حدثنا محمد بن رافع، ثنا شبابة (بن سوار)، حدثني ورقاء، عن أبي الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ہماری دانست میں دونوں روایات راوی کے وَہم کے سبب یکجا ذکر ہو گئیں، نیز خود امام سرّاج کو درج کرتے ہوئے وَہم / اشتباہ لاحق ہوا، کیونکہ سرّاج کے یہاں بخاری کی سند کے مطابق ابو الزناد تک یکسانیت ہے، یعنی وَہم اس کے بعد کسی راوی کو لاحق ہوا، تو اس کے بعد شبابہ بن سوار ہیں، لیکن اُن سے یہاں وَہم متعلق نہیں کیا جا سکتا، کہ یہی روایت اسی سند کے ساتھ شبابہ سے صحیح مسلم میں بھی درج ہوئی، جہاں یہ اضافی روایت نہیں پھر امام سراج کی سند میں شبابہ کے بعد محمد بن رافع قشیری ہیں؛ جو اپنی ثقاہت کے ساتھ حفظ واتقان میں بھی بہت بلند ہیں، اس لیے یہاں بھی وَہم کا امکان کمیاب ہے، جبکہ شبابہ کے بعد امام مسلم نے اسے زُہیر بن حرب بغدادی سے لیا؛ جو ثقہ ثبت حجۃ شمار ہوتے ہیں، چنانچہ شبابہ سے روایت لینے والے دونوں جلیل القدر اور حفظ وضبط میں مشہور ائمہ ایسے اختلاط کا شکار نہیں ہو سکتے، اس لیے رائے

یہی ٹھہرتی ہے کہ خود امام سرّاج کو اسے درج کرتے وقت وہم / خطاء لاحق ہوئی، بایں سبب یہ اضافی روایت شامل ہو گئی۔

(چہارم) سند واحد میں تین مختلف الاسناد اَحادیث کا بیان:

میسّر آنے والی روایات کا جائزہ لینے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ تین مختلف اَحادیث کو ایک ہی سند میں یکجا کرنے کا معاملہ زُہری کے تلامذہ میں سے صرف معمر اور ابو عمرو اَوزاعی کے محولہ طُرق میں نظر آتا ہے(15)، اُن دونوں کے علاوہ کسی اور کے یہاں نہیں، ان طُرق میں تقدیم وتاخیر بھی واقع ہوئی، تاہم ان پر گفتگو مقصود نہیں، کیونکہ ہم صرف تین مختلف احادیث کو ایک ہی سند میں اجتماعی طور پر بیان کیے جانے کا معاملہ اُجاگر کرنے کے خواہاں تھے، وہ اُن محولہ مقامات سے عیاں ہو چکی۔

نتائج وخلاصہ بحث

(اول) حدیث ابوہریرہ (مجرّد): اس کے بطریق "ابو الزناد عن الاعرج" پانچ 5 طُرق مذکور ہیں، اور اُن تمام کی اَسانید صحیح ہیں، صرف دیباج کی سند میں مسند ابویعلی کے محقق نے اسے صحیح قرار دیا، تاہم ہمارے نزدیک حسن ہے، جبکہ "طریق زہری عن ابی سلمہ" کے مجموعی طور پر بتیس 32 طُرق معلوم ہو سکے، جن میں چوبیس 24 صحیح، چھ 6 حسن اور دو ضعیف ہیں، نیز یحییٰ ابن ضحاک کی روایت کو امام بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا، تاہم ابن خزیمہ نے اسے موصولاً جس سند سے روایت کیا؛ وہ ضعیف ہے۔

(دوم) حدیث اُسامہ بن زید (مجرّد): اس کے اٹھارہ 18 طُرق ہیں، اُن میں تیرہ 13 صحیح، چار 4 حسن، 1 ضعیف ہے۔

(سوم) سند واحد میں دو مختلف الاسناد اَحادیث کا بیان:

1۔ اس قسم میں "طریق معمر عن الزہری" سے پانچ صحیح طُرق میسر آئے، جبکہ "طریق اَوزاعی عن الزہری" کا صرف ایک طریق سند حسن کے ساتھ معلوم ہو سکا۔

2۔ اس قسم میں "طریق محمد بن ابی حفصہ عن الزہری" سے دو 2 صحیح اور ایک ضعیف، "طریق یونس عن الزہری" سے ایک صحیح، "طریق زَمعہ بن صالح عن الزہری" سے دو 2 حسن، "طریق سفیان بن حسین عن الزہری" سے ایک ضعیف اور "طریق صالح بن کیسان" سے ایک صحیح طریق معلوم ہو سکا، یعنی: مجموعی طور پر اس قسم کے چار 4 صحیح، دو 2 ضعیف اور دو 2 حسن طُرق واضح ہوئے۔

3۔ اس قسم میں صرف ایک ہی روایت معلوم ہو سکی، جس کی سند صحیح ہے، کما مر سابقاً۔

(چہارم) سند واحد میں تین مختلف الاسناد اَحادیث کا بیان:

اس میں "طریق معمر عن الزہری" سے چار 4 صحیح، ایک ضعیف، جبکہ "طریق اَوزاعی" سے مقروناً ایک ضعیف طریق معلوم ہوا، یعنی: مجموعی طور پر چار 4 صحیح اور دو 2 ضعیف طُرق حاصل ہو سکے۔

سابق تحقیق و جستجو سے واضح ہوا کہ تیسری قسم کی ذیلی صنف میں بلاشبہ **معمر بن راشد** کے بیشتر صحیح الاسناد طُرق میں مختلف اَحادیث کا متن یکجا ذکر ہوا؛ جس کا سبب ادراج / وَہم کہا گیا، جبکہ اسی قسم میں **اَوازعی** سے صرف ایک حسن طریق میں ایسا واقع ہوا، البتہ ذیلی قسم نمبر دو 2 میں یہ معاملہ اُن دونوں تک محدود نہ رہا، بلکہ **محمد بن ابی حفصہ، یونس بن یزید، زَمعہ بن صالح، سفیان بن حسین اور صالح بن کیسان** وغیرہ کے طُرق میں بھی ایسا واقع ہوا، لہٰذا زُہری کے اُن تمام تلامذہ کے یہاں ماقبل بیان کردہ مختلف احادیث کو ایک ہی سند میں یکجا کرنا متحقق ہوا، چنانچہ اس بارے میں صرف اَوزاعی اور معمر ہی نہیں، بلکہ دیگر بھی اُن کے ہمراہ ہیں، ہاں ایک ہی سند میں تین مختلف احادیث کو یکجا کرنے میں اگرچہ معمر اپنے میسر طُرق کی وجہ سے ممتاز ہیں، تاہم اَوزاعی سے ایک صحیح اور ایک ضعیف یعنی: دو طُرق میں یہ معاملہ واقع ہوا، البتہ معمر بن راشد اپنے کثیر طُرق میں تمام سے مقدم ہیں۔

تجاویز و سفارشات

شعب ابی طالب کے بارے میں بیان کردہ روایات کے طُرق و مقامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اجتماعی متن تیار کیا جائے، تاکہ ایک ہی مقام پر مجموعی تفاصیل میسر آسکیں۔ اسی طرح مستقل تحقیق کی روشنی میں کتب اَحادیث کے علاوہ اہل سیر و تاریخ کی شعب سے متعلق مَراسیل وضعاف کو بھی اسی طرز پر مرتب کیا جائے، نیز اُن کے اضافی نکات اور نوادر معلومات کو اُجاگر کیا جائے، تاکہ محققین اس کی بنیاد پر طویل اور مشکل سندی مباحث سے بے نیاز ہو کر اگلی منازل کی جانب سفر کرتے ہوئے شعب ابی طالب کی جہات پر مفید و جامع مواد مہیا کر سکیں۔ اور ضروری ہو گا کہ کوئی محقق اُن مباحث کو عربی زبان میں اپنے مستقل موضوع تحقیق کے لیے منتخب کرے، تاکہ عرب محققین کے لیے اس کی جانب متوجہ ہونے کی راہ ہموار ہو، جو ابھی تک بُوجوہ صحیفہ مقاطعہ کے مباحث اور عہد مکی میں واقعہ شعب کے جُزوی بیانیہ سے تجاوز کر کے مرکزی عنوان پر پیش قدمی کرتے معلوم نہ ہو سکے۔

حوالہ جات و حواشی

(1) العسقلاني: أحمد بن علي بن حجر الشافعي (المتوفى: 852هـ)، **فتح الباري شرح صحيح البخاري:** باب تقاسم المشركين على النبي صلى الله عليه وسلم، **(**دار المعرفة بيروت 1379هـ)، 193/7.

(2) البخاري: محمد بن إسماعيل (المتوفى 256هـ)، **صحيح البخاري:** أخرجه عن أسامة بن زيد، كتاب الجهاد والسير- باب إذا أسلم قوم في دار الحرب ولهم مال وأرضون فهي لهم، (دار ابن كثير بيروت، الطبعة الأولى 1423ه/2002م)، الرقم 3058، الصفحة 753.

(3) حضرت ابن عباس،جابربن عبداللہ اورابورافع مولی النبیﷺکی مذکورہ روایات کو الگ تحقیق کےساتھ مرتب کیاگیاہے،یہاں اُن کے بارے میں اجمالی ذکر پراکتفاء ہے،نیزیہ روایات بالترتیب امام طبرانی کی معجم کبیراور آخری دونوں سے امام واقدی کی کتاب المغازی میں مذکورہیں۔

(4) البخاري، **الصحيح:** كتاب المغازي، باب أين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح، الرقم 4284...أيضاً.

(5) البخاري، **الصحيح:** كتاب الحج - باب توريث دور مكة وبيعها وشرائها، الرقم 1588...أيضاً.

(6) البخاري، **الصحيح:** باب إذا أسلم قوم في دار الحرب ولهم مال وأرضون فهي لهم، الرقم 3058...أيضاً.

(7) البخاري، **الصحيح:** باب أين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح، الرقم 4284...أيضاً.

(8) السرّاج: أبو العباس محمد بن إسحاق الخراساني النيسابوري (المتوفى313هـ)، **حديث السَّرَّاج:** بتخريج الإمام زاهر بن طاهر الشحامي(المتوفى533ه)، (طبعة الفاروق الحديثة، الطبعة الأولى 1425ه/2004م)، الرقم 1494، 360/2، إسناده صحيحٌ، ورجاله ثقاتٌ من رجال الشيخين.

(9) أحمد بن حنبل(المتوفى: 241هـ): **مسند أحمد:** مسند الأنصار- حديث أسامة بن زيد، (مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1421هـ-2001م)، الرقم 21766، 100/36، إسناده صحيحٌ على شرط الشيخين.

(10) **طريق أبي الزناد عن الأعرج. صحيح البخاري:** كتاب المغازي، باب أين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح، الرقم 4284، الصفحة 1048. للقشيري: مسلم بن الحجاج (المتوفى: 261ه)، **صحيح مسلم:** كتاب الحج- باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة به، (دار طيبة الرياض، الطبعة الأولى، 1427هـ/2006ء)، الرقم 1314، الصفحة 595. **مسند أحمد:** مسند أبي هريرة رضي الله عنه، 31/14، الرقم 8278، قال الأرنؤوط: إسناده صحيحٌ على شرط مسلم. **حديث السَّرَّاج:** الرقم 1494، 360/2، إسناده صحيحٌ ورجاله ثقاتٌ من رجال

الشيخين. للموصلي: أحمد بن علي التميمي (المتوفى: 307هـ)، **مسند أبي يعلى:** مسند أبي هريرة-الأعرج عن أبي هريرة، (دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى، 1404هـ/1984م)، الرقم 6349، 232/11، ، قال المحقق حسين سليم أسد: إسناده صحيحٌ. وأقول: إسناده حسنٌ؛ لأنّ منصور بن سلمة الهذلي مقبولٌ. (تقريب التهذيب للعسقلاني، دار العاصمة الرياض، الطبعة الأولى 1416هـ، الرقم 6950). ومحمد ابن عثمان الديباج: وقد ذكره ابن حبان في الثقات: (دائرة المعارف العثمانية الهند، الطبعة الأولى1393هـ، 418/7)، ولكن قال: في حديثه عن أبي الزناد بعض المناكير. وهذا الطريق روي عن أبي الزناد فيتأمل.

(11) **طريق شعيب بن أبي حمزة عن الزهري عن أبي سلمة**: **صحيح البخاري:** كتاب الحج -باب نزول النبي صلى الله عليه وسلم مكة، الرقم 1589، الصفحة 386، وكتاب التوحيد- باب في المشيئة والإرادة، الرقم 7479، الصفحة 1846، وكتاب المغازي- باب أين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح، الرقم 4284، الصفحة 1048. **حديث السَّرَّاج:** الرقم 1494، 360/2، وإسناده صحيحٌ. **وطريق إبراهيم بن سعد عن الزهري**: **صحيح البخاري:** كتاب مناقب الأنصار-باب تقاسم المشركين على النبي صلى الله عليه وسلم، الرقم 3882، الصفحة 950، وكتاب المغازي-باب أين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح، الرقم 4285. **مسند أحمد:** مسند أبي هريرة رضي الله عنه، الرقم 7580، 25/13، والرقم 8635 ، 283/14، إسناده صحيحٌ. **حديث السَّرَّاج:** الرقم 1491، 360/2، وإسناده صحيحٌ. للعُصَمِي: أبو العباس رافع بن عُصَم (المتوفى: 405هـ): **جزء أبي العباس العُصَمِي**(مكتبة أهل الأثر-دار غراس، الطبعة الثانية 2005ء،طُبع ضمن مجموع فيه ثلاثة من الأجزاء الحديثية، تحقيق: جاسم الفجي)، الرقم 52، الصحفة 172، وإسناده ضعيفٌ من أجل أبي عثمان: وهو سعيد ين عميرة بن محمد بن حمزة العدل، هكذا ذكره المصنف في الأسانيد، ولم أجد فيه جرحاً ولا تعديلاً؛ فهو مجهولٌ. للإمام أبي بكر أحمد بن موسى الشهير بابن مَرْدَوَيْه الأصبهاني (المتوفى: 410هـ): **ثلاثة مجالس من أمالي ابن مردويه:** (دار علوم الحديث، الإمارات العربية المتحدة، الطبعة الأولى: 1410 هـ-1990م)، الرقم 21، الصحفة 162، وإسناده حسنٌ، وفي سنده الخفاف: مجهولٌ؛ ولا أعرف من هو؟ ولكن ذكره ابن مردويه مقروناً بابن دُليل عن الضبّي؛ فإنه لم ينفرد به وقد توبع عليه. **وطريق يونس بن يزيد عن الزهري**: **صحيح البخاري:** كتاب التوحيد-باب في المشيئة والإرادة، الرقم 7479. **صحيح مسلم:** كتاب الحج-باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة به، الرقم 1314، الصفحة 595. **حديث السَّرَّاج:** الرقم1492، 360/2 ، وإسناده صحيحٌ على شرط البخاري. **وطريق النعمان بن راشد عن الزهري**: للخطيب: أبو بكر أحمد بن علي البغدادي (المتوفى: 463هـ): **الفصل للوصل المدرج في النقل**، باب ذكر المتون المتغايرة...الخ،(دار الهجرة، الطبعة الأولى، 1418هـ/1997م)، 694/2، وإسناده حسنٌ

ورجاله ثقاتٌ. **<u>وطريق عُقَيل بن خالد الأيلي عن الزهري</u>**: **حديث السَّرَّاج:** الرقم1493، 360/2، وإسناده صحيحٌ ورجاله ثقاتٌ. للخطيب: **الفصل للوصل:** باب ذكر المتون المتغايرة..الخ، 693/2، وإسناده صحيحٌ. للنيسابوري: أبو بكر محمد بن إسحاق (المتوفى: 311ھ)، **صحيح ابن خزيمة:** كتاب المناسك-باب ذكر الدليل على أن النبي صلى الله عليه وسلم قد كان أعلمهم وهو بمنى أن ينزل بالأبطح، (المكتب الإسلامي بيروت)،الرقم2984، 4 /322، وإسناده ضعيفٌ. و**<u>طريق إبراهيم بن إسماعيل بن مجمّع الأنصاري عن الزهري</u>**: للمديني: علي بن عبد الله (المتوفى: 234ھ)، **العلل:** علل حديث: مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ بخيف بني كِنَانَة، (المكتب الإسلامي، الطبعة الثانية 1980م، بتحقيق: محمد مصطفى الأعظمي)، الرقم 116، الصفحة 77/76. ذكره علي بن المديني فقطّ، ولم أقف على من أخرجه. **<u>وطريق الأوزاعي عن الزهري</u>**: فرواه عن الأوزاعي ستة من أصحابه منهم: **<u>الوليد بن مسلم</u>**: **صحيح البخاري:** كتاب الحج - باب نزول النبي صلى الله عليه وسلم مكة، الرقم 1589، الصفحة 386. **صحيح مسلم:** كتاب الحج-باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة به، الرقم 1314، الصفحة 594. **صحيح ابن خزيمة:** كتاب المناسك-باب استحباب النزول بالمحصب، الرقم 2981، 321/4. **مسند أحمد:** الرقم 7240، 181/12. للبزار: أبو بكر أحمد بن عمرو العتكي (المتوفى: 292ھ)، **مسند البزار:** (مكتبة العلوم والحكم بالمدينة المنورة)، الرقم 7902، 293/14. **حديث السَّرَّاج:** الرقم 1495، 361/2. للبغدادي: أبو الحسين محمد بن عبد الله الشهير بابن أخي ميمي (المتوفى: 390ھ)، **فوائد ابن أخي ميمي الدقاق:** (دار أضواء السلف الرياض، الطبعة الأولى، 1426ھ - 2005م، تحقيق: نبيل سعد الدين جرار)، الرقم351، الصفحة 176 . **وأسانيد طريق الوليد صحيحة**. **<u>وعمر بن عبد الواحد</u>**: للنسائي: أحمد بن شعيب (المتوفى: 303ھ)، **السنن الكبرى:** كتاب المناسك-نزول المحصب بعد النفر، (مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى، 1421ھ/2001م)، الرقم 4188، 228/4، وإسناده صحيح. للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث (المتوفى: 275ھ)، **سنن أبي داود:** كتاب المناسك-باب التحصيب، (مكتبة المعارف الرياض،س ن)، الرقم 2011، الصفحة 348، وإسناده صحيحٌ. **<u>والوليد بن مزيد العذري البيروتي</u>**: للبيهقي: أبو بكر أحمد بن الحسين (المتوفى: 458ھ)، **السنن الكبرى:** كتاب الحج- جماع أبواب دخول مكة- باب الصلاة بالمحصب والنزول بها، (دار الكتب العلمية، الطبعة الثالثة، 1424ھ-2003م)، الرقم 9733، 260/5، وإسناده صحيحٌ. **<u>وبشر بن بكر التنيسي</u>**: **صحيح ابن خزيمة:** كتاب المناسك- باب استحباب النزول بالمحصب، الرقم 2982، 321/4، والرقم 2982، 322/4، وإسناده صحيحٌ. **<u>ومحمد بن مصعب القرقسائي</u>**: **مسند أحمد:** الرقم 10969، 569/16. قال الأرنؤوط: حديثٌ صحيحٌ، وهذا إسناد حسنٌ. للفاكهي: أبو عبد الله محمد بن إسحاق المكي (المتوفى: 272ھ)، **أخبار مكة:** ذكر أخشبي مكة... إلخ، (دار خضر بيروت، الطبعة الثانية 1414ھ)، الرقم

2405، 46/4، وإسناده حسنٌ؛ لأجل ابن مصعب. للضَبِّي: أبو عبد الله الحسين البغدادي(المتوفى: 330ه)، **أمالي المحاملي:** (دار النوادر بيروت، الطبعة الأولى1427ه /2006م،رواية ابن مهدي الفارسي، المتوفى: 416ه)، الرقم32، الصفحة 33، وإسناده حسنٌ. للخطيب، **تاريخ بغداد**: (دار الغرب الإسلامي، الطبعة الأولى، 1422ه-2002م)، الرقم 4626، 131/10. للعيسوي: علي بن عبد الله بن إبراهيم، أبو الحسن الهاشمي البغدادي، **فوائد العيسوي**: (مكتبة البشائر الإسلامية، الطبعة الأولى، 1422ه-2001م، طبع ضمن مجموع فيه عشرة أجزاء حديثية، بتحقيق: نبيل سعد الدين جرار)، الرقم 462، الصفحة362، وإسناده حسنٌ. **<u>ويحيى بن الضحاك</u>**: **ذكره البخاري تعليقاً في الصحيح**: باب نزول النبي صلى الله عليه وسلم مكة، الرقم 1589، الصفحة 386. وقال العسقلاني: ورواية يحيى بن الضحاك؛ وهو الْبَابْلُتِّيُّ عن الأوزاعي، وصلها أبو عوانة في صحيحه متابعة. (فتح الباري، 37/1).

(12) **<u>طريق يونس، عن الزهري عن علي بن الحسين</u>**: **صحيح البخاري:** كتاب الحج - باب توريث دور مكة وبيعها وشرائها، الرقم 1588، الصحفة 386. **صحيح مسلم:** كتاب الحج - باب النزول بمكة للحاج وتوريث دورها، الصفحة 613، الرقم1351. للبُسْتِي: محمد بن حبان (المتوفى:354هـ)، **صحيح ابن حبان:** كتاب الإجارة، (مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى، 1408ه/1988م)، الرقم5149، 552/11، قال الأرنؤط: إسناده صحيحٌ على شرط مسلم. للحاكم: أبو عبد الله محمد النيسابوري (المتوفى: 405هـ) **المستدرك على الصحيحين:** كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى، 1411هـ/1990م)، الرقم 4178، 658/2، إسناده صحيحٌ. **السنن الكبرى للبيهقي:** كتاب البيوع-جماع أبواب السلم-باب ما جاء في بيع دور مكة وكرائها وجريان الإرث فيها، الرقم 11178، 56/6، وكتاب السير-جماع أبواب السير- باب فتح مكة حرسها الله تعالى، الرقم 18284، 204/9، وكتاب الفرائض-باب لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم، الرقم 12226، 385/6، وإسناده حسنٌ. للدارقطني: أبو الحسن علي بن عمر البغدادي (المتوفى: 385هـ) **سنن الدارقطني:** كتاب البيوع - باب الخراج بالضمان، (مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى، 1424هـ/2004م)، الرقم3030، 22/4، وإسناده صحيحٌ. للطحاوي: أبو جعفر أحمد ابن سلامة المصري (المتوفى:321هـ)، **شرح معاني الآثار:** كتاب البيوع - باب بيع أرض مكة وإجارتها، (عالم الكتب بيروت، الطبعة الأولى، 1414 هـ/1994م)، الرقم 5669/5670، 49/4، وإسناده صحيحٌ. للبَزَّاز: أبو بكر محمد بن عبد الله البغدادي الشافعي(المتوفى: 354هـ)، **كتاب الفوائد الشهير بالغيلانيات:** (دار ابن الجوزي الرياض، الطبعة الأولى، 1417هـ/1997م)، الرقم 46، 93/1، وإسناده حسنٌ. **<u>وطريق معمر بن راشد</u>**: **صحيح مسلم:** كتاب الحج-باب النزول بمكة للحاج وتوريث دورها، الرقم1351، الصفحة

613. **السنن الکبری للنسائي:** کتاب المناسك - دور مکة، الرقم 4242، 249/4، وإسناده صحيحٌ. **وطريق محمد بن أبي حفصة: صحيح مسلم:** باب النزول بمكة للحاج وتوريث دورها، الرقم 1351، الصفحة 614. **وطريق زمعة بن صالح: صحيح مسلم:** باب النزول بمكة للحاج وتوريث دورها، الرقم 1351، الصفحة 614.. **وطريق معاوية بن صالح: سنن الدارقطني**، کتاب البیوع- باب الخراج بالضمان، الرقم 3029، 21/4، وإسناده صحيحٌ. **وطريق الأوزاعي: السنن الکبری للنسائي**: کتاب المناسك - دور مکة، الرقم 4242، 249/4، وإسناده صحيحٌ علی شرط الشیخین. **وطريق سفيان بن الحسين**: أخرجه الطبراني في **المعجم الكبير**: (مکتبة ابن تیمیة، س ن)، الرقم 412، 169/1، وإسناده ضعیفٌ. **وطريق صالح بن كيسان**: ذکره الطبراني أیضاً في المعجم الکبیر من طریق علي بن المديني، وإسناده صحيحٌ.

(13) **طريق معمر عن الزهري عن علي بن الحسين: صحيح البخاري:** کتاب الجهاد والسیر- باب إذا أسلم قوم في دار الحرب ولهم مال وأرضون فهي لهم، الرقم 3058، الصفحة 753. **سنن الدارقطني:** کتاب البیوع - باب الخراج بالضمان، 22/4، الرقم3031، وإسناده صحيحٌ. **سنن أبي داود:** کتاب المناسك - باب التحصيب، الصفحة 348، الرقم 2011/2010، وكتاب الفرائض- باب هل یرث المسلم الکافر، الصفحة 518، الرقم 2910 وإسناده صحيحٌ. للقزويني: أبو عبد الله محمد بن يزيد (المتوفى: 273هـ)، **سنن ابن ماجة:** أبواب المناسك-باب دخول مکة، (مکتبة المعارف الرياض)، الرقم 2942، الصفحة 499، وإسناده صحيحٌ. **السنن الکبری للبيهقي:** کتاب الحج - جماع أبواب دخول مکة - باب الصلاة بالمحصب والنزول بها، الرقم 9734، 261/5، وإسناده صحيحٌ. **وطريق الأوزاعي عن الزهري عن علي بن الحسين: مسند البزار:** مسند أسامة بن زید - ومما روى عمرو بن عثمان بن عفان عن أسامة، الرقم 2582، 36/7، وإسناده حسنٌ.

(14) **طريق محمد بن أبي حفصة: صحيح البخاري:** کتاب المغازي- باب أین رکز النبي صلی الله علیه وسلم الرایة یوم الفتح، الرقم 4283/4282، الصفحة 1048. **مسند أحمد:** مسند الأنصار- حدیث أسامة بن زید، الرقم 21752، 84/36 ، وإسناده صحيحٌ علی شرط الشیخین. **الفوائد الحسان عن الشيوخ الثقات/مشيخة أبي بكر عبد الله ابن النقور البغدادي**(المتوفى: 565هـ):، (أضواء السلف بیروت)، الرقم 10، الصفحة 41، وإسناده ضعیفٌ؛ لأجل أبي طاهر وهو مجهولٌ. وأبو طاهر هبة الله النّرسي البغدادي (المتوفى: 501 هـ)، هو غیر الإمام أبي القاسم هبة الله البغدادي(المتوفى: 525هـ). **وطريق يونس عن الزهري: سنن ابن ماجة:** أبواب الفرائض- باب میراث أهل الإسلام من أهل الشرك، الرقم 2730، الصفحة 464، وإسناده صحيحٌ، ورجاله ثقاتٌ من رجال الصحيحين، غير ابن السّرح؛ هو ثقةٌ من رجال مسلم. **وطريق زمعة بن صالح عن الزهري: سنن الدارقطني:** کتاب البیوع-باب الخراج بالضمان، الرقم3028 ، 21/4، وإسناده

حسنٌ؛ زمعة: ضعيفٌ، ولكن توبع على زمعة بسند صحيح في رواية مسلم. للبَزّار: **كتاب الفوائد (الغيلانيات):** الرقم 46، 92/1، وإسناده حسنٌ. **<u>وطريق سفيان بن الحسين</u>**: أخرجه الطبراني في الكبير: الرقم 412، 169/1، وإسناده ضعيفٌ. **<u>وطريق صالح بن كيسان</u>**: ذكره الطبراني أيضاً في المعجم الكبير، وإسناده صحيحٌ.

(15) **<u>طريق معمر عن الزهري عن علي بن الحسين</u>**: **صحيح ابن خزيمة:** كتاب المناسك - باب ذكر الدليل على أن النبي صلى الله عليه وسلم قد كان أعلمهم وهو بمنى أن ينزل بالأبطح، الرقم 2985، 545/4، وإسناده صحيحٌ. للصنعاني: أبو بكر عبد الرزاق اليماني (المتوفى 211هــ)، **المصنّف:** كتاب أهل الكتاب-لا يتوارث أهل ملتين، 14/6، الرقم 9851، (المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية، 1403هــ)، وإسناده صحيحٌ ورجاله رجال الشيخين. **مسند أحمد:** الرقم 21766، 100/36، إسناده صحيحٌ على شرط الشيخين. **السنن الكبرى للبيهقي**: كتاب الفرائض- باب لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم، الرقم12225، 357/6، وإسناده صحيحٌ. للنيسابوري: أبو عوانة يعقوب (المتوفى: 316هــ)، **مستخرج أبي عوانة**: (دار المعرفة بيروت، الطبعة الأولى، 1419هــ/1998م)، الرقم 5597/5596، الرقم 5597/5596، 436/3، وإسناده ضعيفٌ؛ لأن محمد بن إسحاق بن الصباح التاجر ومحمد بن علي ابن النجّار الصنعاني كلاهما مجهولان، لم أرى فيهما جرحاً ولا تعديلاً. **<u>وطريق الأوزاعي عن الزهري</u>**: **مصنف عبد الرزاق:** كتاب أهل الكتاب- لا يتوارث أهل ملتين، الرقم 9851، 14/6، ذكره معمر والأوزاعي مقروناً، وإسناده صحيحٌ. **مستخرج أبي عوانة:** الرقم 5597، 436/3، وإسناده ضعيفٌ كما مرّ.